رفاہیت کے تین درجے

رفاہیت کے معنی ہیں آسودگی، یعنی زندگی کا معیار جو حیوانوں کی زندگی سے اونچا ہو۔ انسان ارتفاقات میں کس طرح ترقی کرتا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک چیز کی بناوٹ میں صفائی اور خوبصورتی پیدا اور اس کے استعمال میں آسانی اور اخلاقی معیار بلند کرتا جاتا ہے مثلاً جب اس نے دیکھا کہ مکان کے کچے فرش کی مٹی اس کے لباس وغیرہ کو خراب کرتی ہے تو اس نے پکی اینٹوں کا فرش لگانا شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے ارتفاقی ترقی کی طرف ایک قدم اٹھایا۔ اس کے بعد اس نے فرش پر مثلاً سیمنٹ کا پلستر کر کے اُسے اور بھی زیادہ صاف رہنے کے قابل بنا لیا۔ یہ اس سلسلے میں ایک اور قدم تھا۔ اس طرح اس نے دوسرے ارتفاقات میں اچھی مفید آرام دہ اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے یا انہیں قائم رکھنے والی حالتیں اور شکلیں اختیار کر کے ترقی حاصل کی ترقی کا یہ طریقہ طبعی ہے۔ لیکن بعض انسان اس ارتفاقی ترقی میں یا تو حد سے بہت آگے بڑھ جاتے ہیں یا بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس طرح سے رفاہیت کے تین درجے پیدا ہو جاتے ہیں۔

رفاہیتِ بالغہ بعض لوگ جب دولت جمع کر لیتے ہیں۔ تو عام لوگوں کی زندگی سے اونچے درجے کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ وہ ہر ایک جنس کی چیزوں میں سے بہترین لیتے ہیں۔ مثلاً کپڑا

خریدیں گے تو "بہترین" اور "سب سے بڑھیا" صابن خریدیں گے - تو سب سے اعلیٰ درجے کا کھانے کی چیزیں لیں گے - تو نہایت ہی اعلیٰ درجے کی - اگرچہ چینی کے برتن صاف ستھرے رہ سکتے ہیں - یا تانبے کے برتن مضبوطی اور پائداری کے لحاظ سے عام زندگی کے لیئے کافی ہیں لیکن وہ سونے چاندی کے برتن استعمال کریں گے - چیزوں کا ایک پہلو تو ہے اس کا استعمال مثلاً گلاس کی ضرورت پانی پینے کے لئے ان کا دوسرا پہلو ہے فخر کا اظہار مثلاً ضرورت کے لحاظ سے شیشے کا گلاس کافی ہے لیکن اس کی جگہ سونے کا گلاس استعمال کرنے میں ضرورت پوری کرنے کے علاوہ اظہارِ تفاخر بھی پایا جاتا ہے - جب چیزوں کے استعمال میں ضرورت پوری کرنے کے خیال کے علاوہ تفاخر کا اظہار بھی داخل ہو جائے - اور ہر ایک جنس میں سے "بہترین" کا استعمال کرنے لگیں - تو اُسے رفاہیت بالغہ کہتے ہیں -

رفاہیتِ ناقصہ بعض لوگوں کے پاس زیادہ روپیہ پیسہ نہیں ہوتا وہ اپنی ارتفاقی زندگی کو پوری کرنے کے لئے ہر ایک جنس کی سب سے نیچے درجے کی اور سستی سے سستی چیز لینے پر مجبور ہوتے ہیں - مثلاً وہ پانی کے لئے مٹی کا پیالہ استعمال کرتے ہیں - کپڑوں میں سے سستے سے سستا کھدر کا کپڑا - ان کے بچے ٹوپی نہیں خرید سکتے - ان کے پاؤں میں شاید جوتا بھی نہیں ہوتا - کیونکہ ان کے پاس اتنے دام نہیں ہوتے - کہ وہ یہ چیزیں خرید سکیں وہ گری پڑی سبزی یا باسی خراب گوشت یا بکری کی اوجھ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں - یہ پست ترین معیار زندگی یہ رفاہیتِ ناقصہ ہے - یہ حیوانی ارتفاقات کی حد کے قریب کا درجہ ہے -

رفاہیتِ متوسطہ ان دونوں حدوں - رفاہیت بالغہ اور رفاہیت ناقصہ - کے بیچ میں رفاہیت متوسطہ کا درجہ ہے اس میں نہ تو عیاشی کا سامان استعمال ہوتا ہے - نہ بہت گرے ہوئے درجے کی خراب چیزیں برتی جاتی ہیں -

انبیاء کرامؑ نے ہمیشہ رفاہیت متوسطہ کی تعلیم دی ہے - ہمیں یہی درجہ اختیار کرنا چاہیے رفاہیت ناقصہ تو انسانیت کی بربادی کی طرف لے جاتی ہے - اور رفاہیت بالغہ سے عیاشی پیدا ہوتی ہے - جس کے قائم رکھنے کے لئے دوسرے انسانوں پر ظلم کرکے زیادہ دولت جمع کرنی پڑتی ہے - یہ بھی انسانیت کی بربادی کا سبب بنتا ہے -

صحیح معاشرہ (سوسائٹی) وہ ہے - جس میں رفاہیت بالغہ نہ ہو۔ بلکہ عام لوگ رفاہیت متوسط کی زندگی بسر کرتے ہوں - اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے - کہ انسان کو اپنا زیادہ وقت عیاشی کا سامان جمع کرنے میں صرف نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ تھوڑی محنت سے رفاہیت متوسطہ کا سامان ہو جاتا ہے اور باقی وقت خدا تعالےٰ کی یاد اور عام لوگوں کی خدمت میں لگایا جا سکتا ہے - عام لوگوں کی خدمت اصل میں اللہ تعالےٰ ہی کے حکم کی فرمانبرداری ہے اس لئے یہ بھی عبادت اور یادِ الٰہی میں داخل ہے - ہمیں چاہیے - کہ ایسا نظام پیدا کریں - جس میں رفاہیت بالغہ کو توڑ کر رفاہیت متوسطہ قائم کی جائے - (فکرِ نو)

شہری اور عمرانی سیاست

یہ ایک ایسی حکمت ہے جو باشندگانِ شہر کے باہمی ربط و اتحاد کے تحفظ اور اس کی کیفیت سے بحث کرتی ہے - شہر سے میری مراد وہ جماعتیں ہیں جو مل جل کر رہتی ہیں اور ان میں باہمی معاملات ہوتے ہیں اور وہ مختلف متفرق گھروں میں بود و باش رکھتی ہیں - اور سیاستِ مدن کے بارے میں اصل یہ ہے کہ اہلِ شہر کے باہمی روابط کے لحاظ سے گویا پورا شہر ایک وحدت ہوتی ہے جو چند اجزائے اجتماعیہ سے مرکب ہے اور ہر مرکب کے لیے یہ ممکن ہے کہ ان کے مادہ یا صورت میں کسی قسم کا خلل پیدا ہو جائے یا اسے کسی قسم کا مرض لاحق ہو جائے - اور مرض سے میری مراد یہ ہے کہ اس مرکب کے لیے کوئی ایسی حالت رونما ہو جائے جو باعتبار نوع کے اس کے لیے مناسب و موزوں نہیں، بلکہ دوسری حالت موزوں تھی -

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۱۹)